کہانی

کھڑے کان

مریم جہانگیر

تمہیں معلوم ہے کہ چغلی کتنی بُری بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ وہ ہے جو اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے۔'' جب جب تمہارے بھائی تم سے علیحدہ ہو کر سرگرمی کرتے ہیں تو تمہارے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور تم انکے خلاف شکایتوں کے انبار جمع کر لیتے ہو۔ تمہیں یہ نہیں پتہ اس سے تم خود چغل خور بن جاتے ہو آج تم نے رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ تمہیں خاموشی سے انکی باتیں نہیں سننی چاہیے تھی......

''ہم ابھی جاگ کر ناول پڑھیں گے تم سو جاؤ'' عالم نے شعیب کو جھڑکا۔

''نہیں میں نے بھی آپ لوگوں کے ساتھ جاگنا ہے۔ یہ تو ناانصافی ہے کہ آپ دونوں جاگیں اور میں سو جاؤں۔ گرمیوں کی چھٹیاں ہیں اور مجھے بھی صبح کوئی مصروفیت نہیں ہے۔ آپ مجھے اپنے ساتھ جاگنے دیں۔'' شعیب کے لہجے میں ضد تھی۔

''کیسے ساتھ جاگنے دیں۔ ناول میں مشکل تراکیب اور مشکل الفاظ جہاں استعمال ہونگے وہیں تمہاری بس ہو جائیگی۔ ہمت جواب دے جائیگی۔ فیروز اللغات ڈھونڈ کر لے آؤ گے۔ سو جاؤ ورنہ اب میں چچی کو شکایت لگا دوں گا۔ وہ تمہیں دو تھپڑ لگا کر لے جائیں گی تو آرام سے سو جاؤ گے۔'' اب فرخ نے شعیب کو اسکی امی کو شکایت لگانے کی دھمکی دی۔

امید قوی تھی کہ اب شعیب مطالعے کے کمرے سے کھسک جائے گا لیکن وہ بھی پکا ڈھیٹ تھا۔ ''آپ لوگوں کے سب کام میں کرتا ہوں۔ دوکان پر بھگانا ہو تو شعیب بھائی بن جاتا ہے لیکن مزے آپ اکیلے اکیلے لینا چاہتے ہیں۔'' اب ہوا یہ کہ عالم اور فرخ ایک دوسرے سے جُڑ کر بیٹھے رہے۔ ناول پڑھتے رہے۔ شعیب اپنے کمرے میں جا کے نہیں دیا اور الماری سے ٹیک لگائے کسی پہر نیند کی گہری وادی میں اُتر گیا۔

عالم، فرخ اور شعیب آپس میں چچازاد بھائی تھے۔ عالم اور فرخ ہم عمر تھے جبکہ فرخ اور شعیب آپس میں سگے بھائی تھے۔ ان کے والدین مشترکہ خاندانی نظام کے تحت حمید کیانی یعنی انکے دادا کی حویلی میں رہتے تھے۔ عالم اور فرخ پندرہ برس کے تھے اور ان دونوں میں گاڑھی چھنتی تھی۔ شعیب ان سے پانچ سال چھوٹا تھا۔ اکثر

کاموں میں کھیلوں میں ان دونوں کے شانہ بشانہ ہوتا تھا لیکن بعض اوقات وہ اسکو اپنی سرگرمیوں سے الگ بھی کر دیتے تھے۔ایسے میں اکثر ہی وہ خاموشی سے ان کے آس پاس رہتا۔ان سے دور بھی نہیں جاتا تھا۔جیسا کہ اس رات ہوا۔

حویلی میں قرآن خوانی کا انعقاد ہو رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ نعتوں کا محلے کی سطح پر مقابلہ بھی۔حمید کیانی ایسی سرگرمیوں کے حوالے سے علاقے بھر میں مشہور تھے۔حویلی کی سجاوٹ ہو رہی تھی۔مولوی صاحب روز شام میں بیٹھک میں سب بچوں سے نعتیں سنا کرتے تھے۔ان حالات میں عالم اور فرخ کی ذمہ داری بھی دُگنی ہو گئی تھی۔محلے بھر کے لڑکوں کو پکڑ کر لانا،مولوی صاحب سے ملوانا ان کے فرائض میں شامل تھا۔آنے والوں کو پانی شربت پوچھنا تو انکی اخلاقی ذمہ داری تھی۔

عالم اور فرخ مطالعے کے کمرے میں جا رہے تھے شعیب انکے پیچھے پیچھے تھا۔"آپ لوگ کیا کر رہے ہیں اور بھائی آپ کے ہاتھوں میں کیا ہے؟"

شعیب کے استفسار پہ فرخ ﺷﭙﭩﺎ گیا۔"کچھ نہیں کچھ نہیں تم جاؤ"

"اوہو بھائی!ایک بار پھر تم جاؤ کی رٹ شروع ہو گئی آپکی۔آپکو ہی کوئی نہ کوئی کام پڑ سکتا ہے۔مجھے اس طرح نہ بھیجیں۔"شعیب نے نہایت عاجزی سے کہا لیکن عالم اور فرخ کا کوئی اور ہی مزاج تھا۔وہ فوراً اندر گھسے اور دروازہ بند کر لیا۔شعیب حیرت سے بند دروازہ تکتا رہ گیا۔

اب روز ہی یوں ہوتا دوپہر میں عالم اور فرخ مطالعہ کے کمرے میں چلے جاتے اور شعیب اپنا سا منہ لے کر رہ جاتا۔یوں ہی دن گزرتے گئے۔اب کل قرآن خوانی اور مقابلہ نعت کا انعقاد ہونا تھا۔شعیب نے بہت کوشش کی تھی لیکن اسے عالم اور فرخ کے حالیہ راز کا کچھ پتا نہ چل سکا تھا۔کمرۂ مطالعہ کے دروازے کے آگے سے گزرتے اچانک اسے بلند آواز آئی۔

"ہم آگ لگا دیں گے۔"

یہ عالم کی آواز تھی۔شعیب نے کان دروازے سے لگا دیئے۔

”اوئے بھائی! آہستہ بول۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔“ اب فرخ اسے سمجھا رہا تھا۔

”اوہو سننے دو دیواروں کو۔ میں تو بہت خوش ہوں۔ حویلی میں جب آگ جلے گی ہماری تو مزہ آجائے گا۔“ عالم کی آواز میں جوش تھا۔

”ہاں مزہ تو بہت آئے گا۔ مجھے تو اسی دن کا انتظار تھا۔“ ساتھ ہی تالی کی آواز آئی غالباً فرخ نے عالم کے ہاتھ پر تالی ماری تھی۔

شعیب کے تو قدم ڈگمگا گئے اس میں کچھ اور سننے کا حوصلہ نہ ہوا وہ قیلولہ کی غرض سے بیٹھک میں لیٹے دادا جان کے پاس گیا اور ساری کہانی من وعن سنا دی۔

چند لمحوں کے لئے تو وہ حیران و پریشان رہ گئے پھر اپنے تاثرات پر قابو کیا اور عالم اور فرخ کو اپنی گرجتی آواز میں بلایا۔ انہیں یہ تو معلوم تھا کہ اکثر عالم اور فرخ شعیب سے علیحدگی اختیار کر لیتے تھے لیکن اس سطح پر انہوں نے سوچا ہی نہیں تھا۔

جب عالم اور فرخ کے سامنے ساری صورتحال واضح ہوئی تو انہوں نے شعیب کے کندھے پر ہاتھ رکھا ”تم نے صرف اتنا ہی سُنا۔ اس سے پہلے والی بات تو نہیں سُنی۔“ فرخ نے کندھے پر دباؤ ڈال کر کہا۔

شعیب کا سر بے ساختہ نفی میں ہل گیا۔ عالم اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔ ”اس سے پہلے جو بات کی وہ تو نہیں سُنی اب یہ بتاؤ کہ اس کے بعد جو بات ہوئی وہ سُنی تھی یا بس اتنا ہی سُن کر بھاگ لیئے۔“ اس کا ہاتھ بائیں کندھے پر تھا۔

شعیب منمنایا ”بس اتنا ہی“

اب وہ دونوں ہنس دیئے۔ ”دادا ابو اس نے پوری بات نہیں سُنی اور آپ کے پاس آ گیا۔ ہم نعتوں کے مقابلے کے لئے اویس رضا قادری صاحب کی نعت تیار کر رہے تھے۔ ہم دونوں کی آوازیں مل ہی نہیں رہی تھیں۔ روز مولوی صاحب سے ڈانٹ پڑتی۔ آج ہم نے کافی ریاضت کے بعد ہم آواز ہو کر نعت پڑھی تو خوش ہو رہے تھے کہ ہم آگ لگا دیں گے۔ حویلی میں جب آگ جلے گی ہماری تو مزہ آجائے گا۔ ہمارے والدین کو ہم

پر فخر ہوگا اور دادا جان کا سینہ فخر سے چوڑا ہو جائے گا۔" عالم نے سیاق وسباق سے اپنے بند کمرے کی سرگوشیوں کی وضاحت کردی۔

اب دادا جان کی عتابی نظریں شعیب پر تھیں۔ "تمہیں معلوم ہے کہ چغلی کتنی بُری بات ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ وہ ہے جو ادھر اُدھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے۔" جب جب تمہارے بھائی تم سے علیحدہ ہو کر سرگرمی کرتے ہیں تو تمہارے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور تم انکے خلاف شکایتوں کے انبار جمع کر لیتے ہو۔ تمہیں یہ نہیں پتہ اس سے تم خود چغل خور بن جاتے ہو۔ آج تم نے رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ اوّل تو تمہیں خاموشی سے انکی باتیں سننی ہی نہیں چاہیے تھی اور پھر سن کر مجھے اس طرح بتانا جیسا کہ قیامت برپا ہونے والی ہے انتہائی غلط بات ہے۔"

شعیب کے آنسو اسکی قمیض کا دامن بھگو رہے تھے۔

عالم نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔ "آئندہ یہ ایسی غلطی نہیں کرے گا دادا جان اور ہم بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔"

ندامت کے آنسوؤں سے دادا جان کا بھی دل پسیجا۔ وہ شعیب کے سر پر ہاتھ رکھ کر باہر چل دیئے۔